اکیس دن اور مرغی کا فیصلہ

تحریر: سہیل احمد لون

گورنمنٹ کمپری ہینسو ہائی سکول لاہور میں ساتویں جماعت میں ہمارے ایک استاد جناب شریف بٹ صاحب ہمیں ریاضی اور انگریزی پڑھاتے تھے۔ اڑھائی دہائیوں پر محیط میرے تعلیمی سفر میں وہ میرے پسندیدہ استاد رہے ہیں ان کے پڑھانے کے انداز سے متاثر ہو کر میں نے بھی معلم بننے کا خواب دیکھا تھا مگر قسمت کو ہم سے کوئی اور کام لینا تھا۔ استادِ محترم پڑھانے کے ساتھ ساتھ ہمیں اچھا انسان بنانے کی بھی اپنے مخصوص انداز میں کوشش کرتے رہتے تھے۔ اپنے پیشے میں مہارت رکھنے کے ساتھ ساتھ اسے ایمانداری سے ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔ میٹرک کے امتحانات میں ان کی ڈیوٹی ایک سینٹر میں بطور سپرٹنڈنٹ لگی۔ ایماندار تھے نقل کرنے والوں کو پکڑ کر قانون کے مطابق ایکشن لیتے۔ جب انہوں نے ایک بااثر سیاسی شخصیت کے بگڑے بیٹے کو نقل کرتے بوٹی اور پستول سمیت پکڑا کر امتحانی کمرے سے باہر نکال دیا۔ جس کے جواب میں ان کو سائیکل پر سکول جاتے ہوئے راستے میں قتل کر دیا گیا۔ اپنے طالب علم کے ہاتھوں قتل ہونے کا مطلب اپنی اولاد کے ہاتھوں مرنے کے مترادف ہوتا ہے۔ شریف بٹ صاحب کے قتل کا انجام وہی ہوا جو ہمارے معاشرے میں کسی بھی غریب اور شریف انسان سے ہوتا ہے۔ انکا قاتل کبھی قانون کی گرفت میں تو نہ آیا مگر ایک دن کسی دوسرے بدمعاش کی گولی کا نشانہ بن کر دنیا سے چلا گیا۔ استادِ محترم کا کہنا تھا کہ زندگی میں کامیاب ہونا ہے تو جو کام بھی کرنا ہے تو اس کو دل اور جنون سے کرو، تم یقیناً اس میں ایک وقت آئے گا کہ ہٹ ہو جاؤ گے۔ اس وقت 31 مارچ کو سکولوں میں سالانہ امتحانات کا نتیجہ نکلتا سنایا جاتا تھا۔ ہماری کلاس میں ایک لڑکا جسے ہم سب بلا کہتے تھے وہ بری طرح فیل ہو گیا۔ شریف صاحب نے نتیجہ سنانے کے بعد کہا کہ بلے کے تمام مضامین کے نمبر ملا کر بھی سو سے کم بنتے ہیں اور ریاضی میں انڈہ یعنی صفر ہے۔ انہوں نے مسکرا کر کہا کہ بلے تم سے اچھی تو مرغی ہے جو چند دن انڈوں پر بیٹھتی ہے تو نتیجہ چوزوں کی صورت میں نکلتا ہے۔ تم سال بھر کتابیں پاس رکھ کر انڈے سے کچھ نکالنے میں ناکام رہے۔ تین ہفتوں میں مرغی انڈوں پر بیٹھ کر چوزے نکال دیتی ہے یا انڈے گندہ ہو جاتا ہے یعنی نتیجہ برآمد ضرور ہوتا ہے۔

پاکستان کی بدقسمتی ہے کہ یہاں قانون و انصاف صرف عام آدمی کے لیے ہے اور بااثر افراد قانون سے بالاتر ہیں۔ اگر پاکستان کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو قائدِ ملت کی شہادت سے لیکر حالیہ قومی ایئر لائن کے فضائی حادثے تک سانحات کی ایک لمبی فہرست ہے۔ لیاقت علی خان کو عوامی جلسے میں شہید کیا گیا جس کے بعد ایک تحقیاتی کمیشن بنا جس کی تحقیات اور نتائج ہٹلر کی موت کی طرح آج بھی سوالیہ نشان ہیں، سقوط ڈھاکہ ہوا اس پر بھی ایک کمیشن بنا دیا گیا مگر اس کے محرکات، اسباب اور ذمہ داران کو کبھی منظر عام پر نہ لایا گیا، قائدِ عوام ذوالفقار علی بھٹو آمرانہ غصب کی بھینٹ چڑھ گیا، اوجھڑی کیمپ کا سانحہ رونما ہوا اس پر بھی تحققیات کے لئے ایک کمیشن بنا مگر نتیجہ وہی جو بلے کا ساتویں جماعت میں ریاضی کے پیپر میں آیا تھا یعنی صفر۔ خود ساختہ مردِ مومن دیگر سینئر جرنیلوں سمیت فضائی حادثے کا شکار ہو گیا جس کی تحقیقات ملکی اور بین الاقوامی اداروں سے کروائی گئی مگر اسباب اور ذمہ داران کو کبھی منظر عام پر نہیں لایا گیا۔ کارگل کے حساس سانحے نے عوام کے دل و

دماغ پر کاری ضرب لگائی مگر اس سانحہ پر بھی سول اور ملٹری قیادتوں نے مٹی ڈال کر ہمیشہ کے لیے گمنام قبرستان میں دفن کر دیا۔ پرویزی دور میں نواب اکبر بگٹی کا قتل ہوا پھر لال مسجد کا شرمناک واقعہ پیش آیا جن کے حقائق آج تک منظر عام پر نہیں لائے گئے۔ 12 مئی کا واقعہ رونما ہوتا ہے جس کے بعد ایک کمیشن تشکیل دیا گیا مگر اس کا انجام بھی پہلے جیسا ہی ہوا۔ لاہور میں سری لنکن کرکٹ ٹیم پر دن دہاڑے حملہ ہوتا ہے اور حملہ آور کیمرے کی زد میں آجاتے ہیں مگر قانون کی زد میں آج تک نہ آسکے جس کے نتیجے میں آج تک ملک میں کوئی بین الاقوامی ٹیم میچ کھیلنے نہیں آتی اور ہم کو مجبوراً دوبئی، شارجہ اور ابوظہبی جا کر ہوم سیریز کھیلنا پڑتی ہے۔ محترمہ بینظیر بھٹو کے دور حکومت میں ان کا بھائی قتل ہو جاتا ہے مگر آج تک اس کی انکوائیری رپورٹ سامنے نہیں آئی، کارساز سانحہ میں محترمہ کی جان بچ گئی مگر لیاقت باغ میں وہ عوام کے سامنے سرعام دہشت گردی کا نشانہ بنا دی گئیں۔ ان کی شہادت کے بعد پانچ سالہ پیپلز پارٹی کے اقتدار میں اس کیس کی انکوائری تک نہ ہو سکی، ذمہ داران آج تک محفوظ ہیں۔ سیکورٹی فورسز اور حساس اداروں کے ہیڈ آفس سمیت، مہران بیس، کامرہ بیس، جی ایچ کیو، اور دیگر ٹریننگ سینٹروں پر دہشت گردی کے واقعات ہوئے، آرمی پبلک سکول میں سو سے زائد بچوں کو خون میں نہلا دیا گیا کمیشن بن گیا عسکری اور سول قیادتوں نے بڑے بڑے بیان داغ دیے اور حسب روایت نہ صرف ایک کمیشن بھی تشکیل دے دیا بلکہ نیشنل ایکشن پلان کا اعلان ہوا مگر دو برس گزرنے کے بعد بھی ہم ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچانے میں ناکام رہے۔ ہمارے سیاسی اور عسکری رہنما اگلے سانحہ کا انتظار کریں گے جس کے بعد حسب روایت مذمت کی جائے گی، بلند و بالا دعوے کیے جائیں گے، متفقہ قرارداد پیش کی جائے گی، تحقیقاتی کمیشن بنایا جائے گا اور پھر کبھی منظر عام پر نہ آنے والی رپورٹ کا عوام کو انتظار کی بتی کے پیچھے لگا دیا جائے گا۔ گزشتہ دور حکومت میں میمو گیٹ اور موجودہ حکومت میں نیوز گیٹ سکینڈل سامنے آئے جن پر حسب روایت کمیشن بنائے گئے اور نتیجہ بھی حسب منشاء اور حسب روایت ندارد رہے گا۔ گزشتہ آٹھ ماہ سے پانامہ لیکس کا شور برپا ہے اگر عمران خان اس ایشو کو زندہ نہ رکھتا تو ہو سکتا ہے اب تک یہ بھی کسی گمنام قبرستان میں دفن ہو چکا ہوتا۔ اس وقت کیس عدالت عظمٰی میں ہے جس سے کسی بھی ایسے فیصلے کی توقع کی جا سکتی ہے جیسے ماضی میں کیے گئے جن میں اصغر خان کیس قابل ذکر ہے۔ عدالت سے یا تو انسان باعزت بری ہوتا ہے یا مجرم بن کر سزا وار۔ مگر اصغر خان کیس ایک دہائیوں گزرنے کے بعد بھی کسی کو قصوروار یا معصوم ثابت کرنے میں ناکام رہا۔ دیارِ غیر میں جب کوئی گورا مجھے کسی حادثے کی خوفناکی سے ڈرار ہا ہوتا ہے تو میں سینے پر ہاتھ رکھ کر فخر سے کہتا ہوں کہ میں اِس گفتگو سے خوفزدہ ہونے والا نہیں کیوں کہ ہم تو مصیبتوں کے پالے ہوئے ہیں' ہر نیا سورج ایک نیا دکھ اور نئی مصیبت لے کر طلوع ہوتا ہے اور ہر چاند ایک نئے غم کی ابتداء کی نوید سنا کر میرے دیس میں ڈھل جاتا ہے۔ برطانیہ تو میرے لیے انتہائی محفوظ ترین جگہ ہے مصیبت میں تو وہ ہیں جو ابھی تک پاکستان میں ہیں اور پاکستان سے وفاداری اور محبت کا دم بھرتے ہیں۔ یہ جذبہ دیارِ غیر میں بسنے والے پاکستانیوں میں بھی اُسی شدت سے موجود ہے لیکن ایک بات تو انتہائی صرف اور سامنے کی ہے کہ ہم لوگ کم از کم محفوظ ضرور ہیں۔ یہاں موت آئے گی تو مریں گے اور ہمیں مرنے سے پہلے بچانے کی مکمل کوشش کی جائے گی لیکن میرے وطن میں تو موت کا پروانہ ہاتھ میں لیے قاتلوں کا بے رحم لشکر گھوم رہا ہے جو ضرب عضب کی کامیابی کا اعلان جھنگ میں انتخابی معرکہ سر کر کے ڈھول کی تھاپ پر رقص کرتے ہوئے تمام دعووں کی نفی کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔

جناب! تین ہفتوں بعد تو مرغی بھی انڈوں پر بیٹھ کر نتیجہ نکال دیتی ہے یا تو انڈہ گندہ ہو جاتا ہے یا چوزہ نکل آتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ جنوری میں نو مہینے گزرنے کے بعد پانامہ کیس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ اگر اس پر بھی کمیشن بنا دیا گیا تو اس کا انجام بھی ماضی کے تحقیقاتی کمیشنز جیسا ہی ہوگا۔ استاد محترم شریف بٹ صاحب نے میرے کلاس فیلو بلے سے کہا تھا کہ ''تم سے اچھی تو مرغی ہے جو انڈوں پر بیٹھ کر تین ہفتوں میں کچھ نہ کچھ تو نکال دیتی ہے''۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ پانامہ کیس میں نتیجہ مرغی والا نکلتا ہے یا بلے والا؟

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

21-12-2016

sohailloun@gmail.com